Resized

Aafaque Ehsen's IdeaMines Sites
for the public good
علم اپناؤ - خوشحالی پاؤ

Some of the .pdf files we download from the Internet are not fit enough for direct upload to our servers.

We enhance the scan quality of such files, resize the pages to a standard size which is resaonably readable and then upload them.

بسرپرستی انڈین کرسچن کانفرنس لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۶۸۰

مسیحی

اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء

لاہور

ہندوستانی مسیحیوں کا مذہبی۔ اخلاقی۔ علمی وتمدنی ماہواری رسالہ

ایڈیٹرز (۱) مسٹر کے۔ ایل۔ ریلیارام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل مشن سکول لاہور ایڈیٹر انچیف

(۲) مسٹر آئیون جیکب صاحب عاصی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی جائنٹ ایڈیٹر

فہرست مضامین

مضمون	صاحب مضمون	صفحہ	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
نوٹ اور خبریں۔	ایڈیٹر۔	۱ تا ۱۲	ٹمپرنس غزل۔	ریورنڈ قاضی خیر اللہ صاحب۔	۲۱
کلیسیائی اتحاد	ڈاکٹر ناصر۔	۱۳	ہماری غلامی۔	مسٹر پی۔ این بھنوت۔	۲۲
مشنری تحریک کا اثر امور سیاسیہ پر	پادری علی بخش صاحب۔	۱۸	یسعیاہ نبی۔	ڈاکٹر آئی یونام صاحب	۲۳
			مرحوم رانی صاحبہ۔	الگ ٹریکٹ بطور ضمیمہ مسیحی	

کل خط وکتابت متعلق مضامین وغیرہ بنام مسٹر کے ایل ریلیارام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل مشن سکول لاہور ہونی چاہئے۔ باقی خط وکتابت وترسیل زرچندہ وعطیہ وغیرہ بنام مسٹر ٹی خان بی اے بی ٹی مینجر رنگ محل مشن سکول لاہور آنی چاہئیں۔ قیمت سالانہ پیشگی مع محصولڈاک دو روپے ۸ر ۵۰ روپیہ سے کم آمدنی والوں کے لئے فقط دو روپے۔

مسیحی کو جو صفحہ ... وناٹش بھیجیں۔

اشتہار کتب

قدیم یونانیوں کا علم الاصنام ۔ با تصویر۔ زمانہ قدیم کے یونانیوں کی اصنام پرستی۔ بتوں۔ دیوی دیوتاؤں کے نہایت حیرت انگیز حالات۔ صفحہ ۱۸۰ ... ... ۱ر

قدما کی حکمت ۔ اہل یونان اور علم الاصنام کے متعلق دلچسپ قصے کہانیوں سے حکمت کے مسائل نکالے گئے ہیں عجیب معلومات کا خزانہ ہے۔ صفحہ ۲ر

ازالۂ مادہ ۔ آریوں کے مائیناز مسئلہ قدامت مادہ کی پرزور دندان شکن لاجواب تردید طبع ثانی صفحہ ۲۴ ... ۱ر ۹ پائی

نجات دہندہ کا دعویٰ ۔ مسیح کا بچوں کو بلانا اور اس سے جو مفید سبق برآمد ہوتے ہیں انکا پرلطف بیان صفحہ ۱۳۵ ... ۲ر

راحت القلوب ۔ خدا کے بندوں کے روحانی دکھ۔ انکا واحد علاج اور مسیحی کے دلی اطمینان کا بیان صفحہ ۱۳۶ ... ۴ر

رسولوں کے اعمال کی تفسیر ۔ از پادری ٹی واکر صاحب اردو زبان میں اعمال الرسل کی سب سے بڑی اور تازہ تفسیر۔ صفحہ ۴۳۰ ... ... دو روپیہ عہ

راہ نجات ۔ نجات یعنی مکتی کی حقیقت۔ اسکے حصول و ذرائع کے بیان میں صفحہ ۱۹۲ خاکی اور سفید ۲ر

رد تناسخ ۔ از پادری جیمس میکلن مرحوم۔ آواگون کی سب سے زبردست اور بے مثل تردید۔ صفحہ ۹۶ ... ۶ر

روحانی کافت کے متعلق چند سنجیدہ خیالات ۔ گوانٹ ٹاکس ان پاور کا اردو ترجمہ صفحہ ۱۲۷ ... ۴ر

بائبل کی کتابوں کا دیباچہ اور انکے مضامین ۔ پادری جے آر ڈیلو صاحب کی انگریزی تفسیر بائبل کے دیباچہ کا ترجمہ صفحہ ۵۲۴ ... ... دو روپیہ عہ

روحوں کا جیتنے والا ۔ مسیح کے روحوں کو بچانے کے طور اور طریقے از مارکوٹ صاحب صفحہ ۲۰۰ ... ۳ر

رسالہ اظہار الحق ۔ محمدی شرع کے رو سے مسیحیوں کا کھانا محمدیوں کو جائز ہے۔ اور اس پر مولوی صاحبان کے فتوے۔ صفحہ ۳۵ ... ... ۱ر

رام پال سنگھ ۔ ایک سکھ گورو کے مسیحی دین کو قبول کرنے کا تذکرہ کہانی کے پیرایہ میں۔ صفحہ ۱۸۰ ۸ر رسٹف ۶ر رومن ۴ر کپڑا ۸ر۔

قواعد چوپانی ۔ بشپ گریگوری اعظم کی کتاب کا ترجمہ۔ جس میں پاسٹر صاحبان کے لئے از حد مفید ہدایات و اسباق درج ہیں صفحہ ۱۱۵ ... ... ۴ر

نور مسیحی ۔ خداوند یسوع مسیح کا مختصر احوال۔ جیسا اناجیل میں درج ہے صفحہ ۹۶ ... ۹ پائی

رسولی بزرگ ۔ کلیمنس۔ اغناطیوس۔ پولیکارپ۔ برناباس۔ ہرمس۔ پاپیاس وغیرہ کے حالات خطوط وغیرہ کا نہایت بالتفصیل حال صفحہ ۳۳۲ تقطیع کلاں ... ... ایک روپیہ ۸ر

ملنے کا پتہ :۔ سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی بازار لاہور

نوٹ اور خبریں

(بغرض تفنن ہمنے ایکدفعہ سلسلۂ مشاہیر قوم کو عارضی طور پر بند کیا ہے)

۱۔ ہم مسٹر سٹیفن کرم سنگھ صاحب کے جنہیں حال میں شاہنشاہِ معظم کی طرف سے آئی۔ ایس۔ او کا سونے کا تمغہ ملا ہے بہت مشکور ہیں کہ آپ نے مسیحی کو دس روپے کا عطیہ ارسال فرمایا ہے۔

۲۔ رائے صاحب جوزف ٹھاکرداس اور مسٹر ایف۔ آئی جیکب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کو تولدِ دختر نیک اختر مبارک۔ مسٹر عنایت اللہ خلف پادری خیر اللہ کے ہاں ۲۰ اگست کو فرزند ارجمند تولد ہوا۔ قاضی صاحب کو سلامت۔

۳۔ مسٹر ریسپی لکھن لال صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی نے بمقام لاہور پریکٹس شروع کردی ہے۔ اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ شروع ہی میں خوب اچھا کام چلنے لگا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ وکیل صاحب مسیحیوں اور مسیحی میں پوری دلچسپی لیتے رہینگے اور مسیحیوں کو بہت مفاد پہنچائیں گے۔ پنجاب کے مسیحیوں کا اخلاقی فرض ہے کہ اپنے اور اپنے دوستوں کے مقدمات مسیحی وکلا کے پاس لیجایا کریں۔ جہاں محنتانہ کم اور پیروی اور توجہ وکیل صاحب زیادہ پائیں گے۔

۴۔ ہم یہ بڑے افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ تجارت پیشہ لوگوں اور دوکانداران لاہور میں مسیحیوں کی تعداد بہت کم ہے۔ دو چار دوکانیں ہیں تو مسیحی پبلک وہاں سے خرید نا پسند نہیں کرتی۔ ورنہ لاہور میں مسیحیوں کی بڑی کافی تعداد ہے۔ اور اگر تمام مسیحی یہی کوشش کریں کہ جہانتک ہو مسیحیوں سے ہی سودا خریدیں تو نہ فقط موجودہ مسیحی سوداگران کا کاروبار

TheMasihiLahoreOctober1924

خوب چلیگا بلکہ اتنی گنجایش اور حوصلہ افزائی ہوگی کہ سینکڑوں نہیں تو بیسیوں دوکانیں اور کھل جائیں گی۔ مگر افسوس کہ صورتِ حال اسکے بالکل برعکس ہے۔ عیسائی سوداگران کا کام اچھی طرح نہیں چل رہا۔ اول تو ہندو مسلمان انکی جان کے دشمن۔ یہی چاہتے ہیں کہ کام انکا چلنے ہی نہ پائے۔ ڈوب ہی جائے۔ دوسرے مسیحی جو اپنے بھائی کو خوشحال نہیں دیکھ سکتے اُنسے لین دین نہیں کرتے۔ اسپر طرّہ یہ کہ نئے سوداگر صاحب بھی قلیل سرمایہ دار" چوہے کو ہلدی کی گرہ مل پنساری بن بیٹھے۔ بس ذرا دو دن بکری نہوئی۔ کام غارت ہوا۔ اس میں شبہ نہیں کہ تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے مسیحی سوداگر ایک تو ذرا مغرور ہوتے ہیں۔ غیر مسیحی سوداگران کی طرح انکی میٹھی زبان نہیں۔ گاہک کو گردانتے ہی نہیں۔ نہ کسی قسم کی سہولت نہیں دیتے ہیں۔ اور مال زبردستی مہنگا بیچتے ہیں۔ ہاں کافی پونجی نہ ہونے کے باعث وہ ایک حد تک مہنگا مال منگاتے ہیں مگر اسکے باوجود اگر وہ چاہیں تو منافع کمانے کے بعد بھی مال ہندو مسلمانوں کی دوکانوں سے سستا نہیں تو قیمت میں انکے برابر رکھ سکتے ہیں۔ اور اگر مسیحی شرافت کا نمونہ دکھائیں تو گاہک انکی دوکانوں پر اسطرح ہجوم کریں جیسے شہد پر مکھیاں۔ اُمید ہے کہ فریقین مسیح کے مبارک نام کی خاطر اس گزارش پر غور کرینگے۔

۵۔ پارسیوں میں اسقدر اتفاق ہے کہ کبھی کوئی پارسی بھیک مانگتا" یا بُرے حال اور بانکے دہاڑے" میں دکھائی نہ دیگا۔ یہ تو نہیں ہے کہ وہ کبھی مفلس اور بدراہ ہو کر برباد نہیں ہوتے۔ وہ بھی اور لوگوں کیطرح آدمی ہیں۔ جان رکھتے ہیں کمزوریاں رکھتے ہیں۔ مگر انکی سوسائٹی کچھ ایسی بانیت ہے کہ جہاں کہیں بگڑا ہوا پارسی نظر آیا فوراً چندہ کر کے اُسے کوئی دوکان کرا دیتے ہیں۔ اور ایسا انتظام کرتے ہیں کہ وہ اس روپیہ کو بگاڑ نہ سکے۔ اور اگر بگاڑ بیٹھتا ہے تو امیر پارسی سوسائٹی اس نقصان کو پورا کر دیتی ہے اور برادری ہونے کے باعث اُس سے کام کرا کر یا کسی اور صورت سے وصول کر لیتی ہے۔ کاش کہ مسیحی سوسائٹی بھی ایسی غیرت رکھے کہ ایک بھی مسیحی مفلس

اور محتاج نظر نہ آئے۔

۶۔ الف۔ ای۔ ایل یعنے وکالت کے پہلے امتحان میں جو مختاری کے برابر ہے۔ مسٹر موہن رامچندر پروفیسر رامچندر کے پوتے کامیاب ہوئے ہیں۔ مبارک۔ افسوس کہ مسٹر پی۔ آر۔ چندرا بیرسٹر۔ موہن رامچندر کے والد بزرگوار دو سال ہوئے انتقال کر گئے ہیں ورنہ دوبالا خوشی ہوتی۔ امید ہے کہ یہ نوجوان اپنے خاندان کا بہت نام روشن کریگا۔

۷۔ ضلع منٹگمری بمقام ہڑپے پر دو ریلگاڑیوں کے جھڑپے کی افسوسناک خبر آئی ہے۔ اور سنا ہے بہت لوگ مرد عورتیں اور بچے مارے گئے۔ انہی گاڑیوں میں ہمارے لاہور کے چند مسیحی بھی تھے جب گاڑی لڑی تو وہ اتنے گھبرا گئے سمجھے کہ بہشت کی بہت سیدھی راہ ہے۔ لیکن جب ذرا دم میں دم آیا تو اپنے آپ کو خدا کے فضل سے زندہ سلامت پایا۔ ایک طرف سے مسٹر آرتھر آسانند ایم۔ اے شنٹ کرتے آتے تھے کہ لالے صاحب ٹھاکر داس سے مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ بڑی خوشی سے ملے۔ اور ایک دوسرے کی خدمت کا دم بھرتے واپس لاہور آئے۔

واہ واہ۔ مسیحیوں پر بھی خداوند تعالیٰ اور اُسکے مسیح کا کیسا سایہ ہے مصریوں اور اسرائیلیوں کا ماجرا یاد آتا ہے۔ ہرچند اپنے غیر مسیحی بھائیوں کے نقصان سے ہمارا کلیجہ پھٹتا ہے۔ مگر ساتھ ہی مسیحیوں پر خداوند تعالیٰ کی نظر عنایت دیکھکر دل کو ہزار گونہ خوشی ہوتی ہے۔ اگرچہ متعدد مسیحی اِن گاڑیوں میں تھے مگر کسیکا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ مردم شماری کو دیکھو مسیحی تعداد میں دن دونی رات چوگنی ترقی کرتے جاتے ہیں۔ پیدائش زیادہ موت کم۔ حضرت عزرائیل کا یہ دیکھکر ناک میں دم ہے۔ اور بڑے شکر کا مقام ہے کہ مسیحیوں میں مذہبی اور تمدنی احساس پیدا ہو رہا ہے اور دینی اور دنیوی حالت دونوں کو درست کرنے کا خیال ہر مسیحی کے دل میں

Digitized by commissionewriting.com for the IdeaMines collective.

موج زن ہے ۔ لاہور میں بہت سے مسیحی ایسے ہیں جنہوں نے اپنی مالی حالت کو قابل رشک بنالیا ہے۔ اور ہندو مسلمانوں کے ساتھ باگ سے باگ ملا کر ترقی کے میدان میں گھوڑے دوڑاتے ہیں ۔

۸۔ **انتقال پرملال** ہمیں یہ سنکر نہایت رنج ہوا کہ مسٹر این ۔ ایم ۔ ہوز صاحب وکیل کپورتھلہ اور ایڈیٹر اخبار سی ۔ ای ۔ کی بڑی صاحبزادی مس ایوی ہوز صاحبہ ۲۲ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئی ہیں ۔ مرنے کا تو بچے اور بوڑھے سبھی کا رنج ہوتا ہے پر جوانا مرگ پر حیف صد حیف آتا ہے ۔ ہم مرحومہ سے واقفیت رکھتے ہیں ۔ آپ بڑی نیک فرمانبردار والدین کی خدمتگذار تھیں اور بڑی خوش مزاج ۔ کبھی انکی پیشانی پر ہمنے بل بھی نہ دیکھا ۔ بڑی ہونہار اور لائق تھیں ۔ خدا زندگی دیتا تو اپنے والدین کا کلیجہ بہت ٹھنڈا کرتیں ۔ ایسی نیک لڑکی کے مرنے سے والدین کو تو ایسا صدمہ پہونچا ہوگا کہ زندہ درگور ہوگئے ہونگے ۔ ہمیں ان سے بہت ہمدردی ہے اسلئے دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ انکو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ اگرچہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ایسے داغ جگرسوز پر فریاد اُٹھنا معمولی بات ہے ۔ "ماروں اور رونے نہ دوں" ۔ کیسے ہو سکتا ہے ۔ پھر بھی بقول سعدی ؎

نشاید پارہ کردن زیور رو
کہ مرزم تحت امر کردگار اند

۹۔ ہمنے ایک خبر نہایت وحشت اثر سُنی ہے کہ دِلّی کے مشہور و لائق پادری جوایل واعظ لعل ایم ۔ اے ۔ ایم ۔ او ۔ ایل جو میتھوڈسٹ مشن دہلی میں کام کرتے تھے بمقام سیاٹو کوہ ۱۵ ۔ ۲۰ دن ہوئے دل کی بیماری سے انتقال فرما گئے ہیں ۔ پادری صاحب مرحوم فارسی اور عربی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے ۔ انکی کتاب تاریخ فارسی علم ادب الف ۔ اے LITERARY History of PERSIA

اور بی۔ اے کے لئے پنجاب یونیورسٹی نے مقرر کی ہوئی ہے۔ کوئی آٹھ نو برس ہوئے کہ آپ نے فورمن کرسچن کالج میں غیر مسیحی طلباء کو بڑا پُرزور وعظ فرمایا تھا۔ مناظرے میں وہ کمال حاصل تھا کہ دہلی کے مولوی اور پنڈت کان دبا کر بھاگ جاتے تھے۔ علمیت میں دریا تھے۔ سنتا ہے کہ مرتے وقت سادھو سندر سنگھ جی نے انکی خدمت کی۔ بڑا افسوس ہے کہ عین عالم شباب میں پادری صاحب ہمیں داغ مفارقت دے گئے ؎

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

دعا ہے کہ خداوند کریم پسماندگان کو صبر و تسلی عنایت فرمائے۔

۱۰۔ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کا سکاوٹ کیمپ مری میں ہو رہا ہے۔ مسٹر ہیوم اور مسٹر ہوگ سکرٹری اور دیگر مسیحی صاحبان وہاں گئے ہوئے ہیں۔ دعا کی جائے کہ غیر مسیحی سکاوٹوں پر مسیحی سکاوٹوں کے نیک نمونے اور مسیحی چال چلن کا ایسا اثر پڑے کہ سب پیارے خداوند کے جھنڈے تلے آجائیں۔

۱۱۔ موگہ کنونشن ۳۔ اکتوبر سے ۷۔ اکتوبر تک ہوگی۔ سب مسیحی برائے مہربانی اپنی خلوتی اور خانگی دعاؤں میں خاص اسکے لئے دعا کریں تاکہ کلام کے سنانے اور سننے والے دونوں روح القدس سے معمور ہو کر وہاں سے آئیں اور اوروں کو فائدہ پہنچائیں اور کلام بہت پھل لائے۔

۱۲۔ اپنی قوم کی ایک مستحق خاتون کو سرکاری وظیفہ

ہمیں بڑی خوشی ہے کہ مس جمیلہ سراج الدین صاحبہ ایم۔ اے کو سرکاری وظیفہ ملا ہے تاکہ وہ انگلستان میں تشریف لیجا کر مزید تعلیم حاصل کریں۔ وزارتِ تعلیم کے

نہایت مناسب اور مستحق شخص کو انتخاب فرمانے کی ہم داد دیتے ہیں۔ اور مس سراج الدین اور اُنکے والدین کو صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔ یہ فخر اور عزت صرف اُن ہی کو حاصل نہیں بلکہ تمام قوم کی اس میں عزت افزائی ہے۔ دعا ہے کہ سفر میں خدا انکا نگہبان ہو اور وہ خوب علمیت حاصل کر کے ہندوستان آئیں اور اپنی قومی بہنوں کو بالخصوص فائدہ پہنچائیں۔

۱۳۔ مسٹر اور مسز حاکم دین۔ جزائر فجی تشریف لیجا رہے ہیں تاکہ وہاں کے پنجابی مسیحیوں میں کام کریں اور اُنکو اُٹھائیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ مسٹر حاکم دین جیسی قابل اور لائق شخصیت کا ہمارے بیچ میں سے چلا جانا پنجاب کے مسیحیوں کا نقصان ہے۔ مگر چونکہ ہمارے نقصان سے ہمارے غریب الوطن پنجابی مسیحیوں کا بیحد فائدہ ہے اسلئے ہم اپنے نقصان پر خوش ہیں۔ ہم مسٹر حاکم دین اور انکی اہلیہ کی خود انکاری۔ بہادری اور خدمت کی روح کی بہت تعریف کرتے ہیں اور انکی کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں۔ مسٹر حاکم دین دو برس سے زیادہ سے کانفرنس کے نائب میر انجمن تھے۔ اور ہر ایک تحریک جس میں قوم کا فائدہ نظر آتا تھا آپ اس میں بڑا حصہ لیتے تھے۔ ہمیں امید ہے کہ جہاں وہ جائینگے ہماری قوم کی آبرو کو بڑھائینگے۔ ہم اُنہیں کامیابی کی دعا کے ساتھ الوداع کہتے ہیں۔

۱۴۔ مشنریوں کے علاوہ بہت سے ہمارے دیسی مسیحی اکے موسم گرما بسر کرنے کو کشمیر گئے ہیں۔ اسی لئے لاہور میں پھل بہت مہنگے ہو گئے ہیں۔ مثلاً مسٹر اور مسز وارث۔ مسز طالب الدین۔ مسٹر ایچ ایم سرکار۔ مسٹر اور مسز بھنوت۔ مسٹر اور مسز کے ایل رلیارام سب صاحب مع اپنے اپنے خاندان۔ مسٹر اور مسز پالٹن بی از راولپنڈی۔ مس سرکار اور انکی بھتنیں۔ ڈاکٹر آئی۔ یو۔ ناصر۔ مسٹر جوناتھن ناصر۔ مسٹر اور مسز الٰہی بخش۔ وائی۔ ایم سی۔ اے۔ ڈاکٹر اور مسز احمد شاہ از کانپور۔ مشنری صاحبان

میں سے ڈاکٹر لوکس مع خاندان۔ الہ آباد سے بزرگ ڈاکٹر جے۔ جے لوکس۔ مسٹر اور مسز ایسل۔ یوپی مشن کے۔ پادری کلیمنٹس۔ ہلرز۔ ڈاونز۔ روسنٹر اور بے شمار مشنری لیڈیاں جنکی فہرست مرتب کرنے لگیں تو زبانِ قلم گھس جائے۔ ان صاحبان میں سے اکثر نسیم باغ میں تنبوؤں میں فروکش ہیں +

۱۵۔ ہمارے بزرگ سر جیمس یوینگ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مسٹر رے۔ یوینگ ہندوستان میں تشریف لائے ہیں اور فورمن کرسچن کالج میں کام کرینگے۔ ہم میں سے بہتوں نے انہیں بارہ برس ہوئے چھوٹا سا دیکھا ہے۔ ہمیں کامل امید ہے کہ وہ اپنے والد ماجد کے نقشِ قدم پر چلینگے۔ اور قابل باپ کے قابل فرزند ارجمند اپنے آپ کو ثابت کر کے دکھا دینگے۔ آپ ۱۹۰۴ میں مسٹر ولسن کے ہمراہ امریکہ گئے اور دس برس مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کر کے انگریزی میں خاص مہارت پیدا کی ہے۔ آپ نے علم النفس۔ فلسفہ۔ یونانی۔ لاطینی۔ فرانسیسی زبان اور ریاضی و سائنس میں اچھی قابلیت حاصل کی ہے اور اپنی تعلیم کا بوجھ ہمیشہ خود اُٹھا کر ایک ایسی عملی تربیت پائی ہے جو ہر صیغے میں آپ کی کامیابی کا راز ہوگی +

ہمارے بزرگ سر جیمس اور لیڈی یوینگ

جب سے ڈاکٹر یوینگ صاحب ہندوستان سے تشریف لیگئے ہیں ان کا زیادہ وقت پرنسٹن۔ نیوجرزی میں مدرسہ علم الٰہی میں تعلیم دینے میں صرف ہوا ہے۔ اس مقام پر ڈاکٹر صاحب نے اپنے آرام کا مکان بنایا ہے۔ آپ مختلف مشنوں کے کام کے متعلق تقریریں فرماتے ہیں۔ اور ایسی چشمدید باتیں بتاتے ہیں جنکی لوگ بڑی وقعت کرتے ہیں۔ وہ اپنے شاگردوں کو خیالات ہی سے

نہیں بلکہ حقیقتاً [illegible] آگاہ کرتے رہیا ۔
آپ کی صحت نہایت عمدہ تو نہیں مگر کافی اچھی ہے کہ آپ اکثر امریکہ کے مختلف مقامات پر اتوار کو تقریریں کرتے رہے ہیں۔ اور جب سے آپ بورڈ آف فورن مشنز کے ممبر ہوئے ہیں آپ کئی بار شہر نیو یارک میں بورڈ کی میٹنگوں اور کونفرنسوں میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ اس قسم کے کام سے انہیں قدرتی لگاؤ معلوم ہوتا ہے۔ اور انکی صحت پر بھی اسکا اچھا اثر پڑا ہے۔

برٹش گورنمنٹ سے جو سر کا خطاب آپ کو عطا ہوا تھا۔ اس سے آپکی بڑی عزت افزائی تو ہوئی مگر امریکہ کے رسم و رواج کچھ سلطنت برطانیہ کی رسومات سے مختلف ہیں۔ اسلئے [illegible] انہیں مسٹر یونگ کہا جاتا ہے۔ آپ کا دل ہندوستان میں پڑا ہے۔ اور آپ نے بارہا اپنے صاحبزادے مسٹر رے یونگ سے ہندوستان واپس آنے کی خواہش ظاہر کی ہے ۔

پادری اینڈرو ٹھاکرداس صاحب ایم۔اے کی نسبت ایک نئے مشنری کی رائے

"اب کے موسم بہار میں ایک اتوار کی شام کو مجھے سیکنڈ پریسبٹیرین چرچ واقع پرنسٹن نیو جرزی میں خوش قسمتی سے پادری اینڈرو ٹھاکرداس صاحب کا پرزور وعظ سُننے کا اتفاق ہوا۔ اس میں آپ نے کلیسائے ہندوستان کی دقتوں اور غور طلب امور کی نہایت صاف تصویر کھینچکر دکھائی۔ آپ کی اپیل ایسی پُر اثر تھی کہ عبادت کے بعد حاضرین میں سے بیشمار اصحاب نے آکر انہیں گھیر لیا اور طرح طرح کے سوال اُن سے پوچھنے لگے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کس حد تک

آپ کی تقریر نے سامعین کے دلوں میں اس مضمون کے متعلق دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اگرچہ اُنکو سُننے کا میرا یہ پہلا موقعہ تھا۔ مگر اس سے پیشتر میں انکی کامیابی کے متعلق بہت سی خبریں سُن چکا تھا کہ آپ بڑے عمدہ ستار بجانے والے اور مفید تقریر کرنے والے ہیں۔ آپ نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مختلف حصوں خاصکر شہر نیو یارک میں جہاں وہ تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں بہت لوگوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لئے ہیں" ✝

ضلع منٹگمری میں مسیحیوں کے لئے زمین

ہمارے پاس بے شمار عرضیاں اور سوالات بابت خریداری زمین ضلع منٹگمری جسکے لئے سرکار میں بہت دن ہوئے عرضی دیجا چکی ہے۔ آتے ہیں۔ باوجودیکہ ہمنے تقریباً تمام شرائط جنپر زمین مل سکتی ہے شائع کر دیئے ہیں تاہم کوئی دن ایسا نہیں جاتا۔ جس میں دو یا تین چھٹیاں اس صوبے کے مختلف مقامات سے ہمارے پاس نہ آتی ہوں۔ ایک طرح سے یہ بات بہت دل بڑہانے والی ہے۔ کیونکہ اس سے قوم کی سرگرمی اور ضروریات کا پتہ لگتا ہے۔ ایسے حضرات اس سال کے اخبار مسیحی کا جولائی کا نمبر ملاحظہ کریں جس میں وہ تمام باتیں درج ہیں جنکی اطلاع اس امر کے متعلق حالات موجودہ میں دیجا سکتی ہے۔

واضح ہو کہ زمین کے متعلق پورا پورا فیصلہ کرنے میں سرکار عالی وقار کو کچھ عرصہ لگیگا۔ ہم دو سال سے زمین کے متعلق کوشش کر رہے ہیں اور خدا جانے زمین ملنے میں اور کتنی دیر لگے گی۔ کیونکہ یہ کوئی ہمارے اختیار کی بات نہیں ہمیں اس معاملے میں صبر اور اعتبار کو کام میں لانا چاہئے۔ صبر اگرچہ کڑوا ہے پر اسکا پھل میٹھا ہے۔ "دیر آید درست آید"۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض اشخاص یا تو بوجہ ناواقفیت یا شرارتاً فضول اور جھوٹی افواہیں اڑا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لاہور کے چند اشخاص یا شہری روپے پیسے والے مسیحی زیادہ تر زمین اپنے لئے لے اُڑینگے۔ ایسی ہوائیاں حقیقت کے بالکل خلاف ہیں۔ ہم سب کو یقین دلاتے ہیں کہ اس تمام تجویز کی بنیاد یہ ہے کہ غریب مسیحیوں کی بہتری ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ اول اول جب ہم نے اس بات کی سلسلہ جنبانی شروع کی تو ہمارا ارادہ تھا کہ شہر کے امیر آدمیوں میں سے ایک کو بھی اس میں شامل نہ کیا جائے۔ یہ فقط صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع منٹگمری کے ارشاد پر جو کہ اس تجویز سے بڑی ہمدردی رکھتے ہیں ہوا کہ ہم نے خیال کیا کہ ایک محدود تعداد شہر کے لوگوں کی بھی ہونی چاہئے۔ انکی صلاح یہ تھی کہ عقلمندی اسبات میں ہوگی کہ اس تجویز کو کامیاب بنانیکے لئے شہر کے چند معزز اور متموّل آدمی شامل کئے جائیں۔ یہ تمام ہیوٹار متحدہ ذمہ داری کے اصول پر کیا جائیگا۔ یعنی ہر شخص جو زمین خریدے گا ان تمام شخصوں کی زمین کی قیمت اور دیگر رقوم واجب الادا کی ادائگی کا ذمہ وار ہوگا جو اسکے ساتھ ملکر زمین خریدینگے۔ اسلئے قدرتی بات ہے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کی شمولیت پر اصرار کرے جو بصورت عدم ادائگی دیگران تمام قرضجات اور قیمت وغیرہ ادا کر سکیں تاکہ گورنمنٹ کو کسی قسم کا نقصان نہ ہو۔ باقی وہ آپس میں نپٹ لیں۔

بعد منظوری گورنمنٹ اس تجویز کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے انڈین کرسچن کانفرنس یا کسی اور معتبر اور مسلّم جماعت کو زمین حاصل کرنے وغیرہ کے لئے اپنے آپ کو باقاعدہ گورنمنٹ میں رجسٹر کرانا پڑیگا۔

گورنمنٹ عالیہ نے انہی شرائط پر پہلے زمین مشنری سوسائٹیوں کو دی تھی۔ مگر یہ سوسائٹی نے زمین انہی لوگوں میں تقسیم کی جو انکے فرقے اور کلیسیا سے تعلق رکھتے تھے۔ تجویز موجودہ کی طرح عام مسیحیوں کو تقسیم نہ کی۔ ان سوسائٹیوں کو انکے اعتبار اور روپے کے بل پر زمین ملی۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک ہندوستانیو

کی انجمن صدق دل سے کوشش کر رہی ہے کہ غریب مسیحیوں کے لئے کچھ کرے۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس صوبے کے مسیحیوں کی کثیر تعداد کانفرنس پر بھروسا اور اعتبار اور ہماری دل وجان سے تائید کرتی ہے۔ چونکہ ابتک تقسیم اراضی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوا ہے۔ اسلئے اسکے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ یہ کہنا کافی ہے کہ وہ لوگ جو غریب ہیں مستحق ہیں اور کاشتکاری کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اور اس بستی میں جاکر بود وباش اختیار کرنے کو تیار ہیں۔ انکو ترجیح دیجائے گی۔ ہم تو اپنی طرف سے صاف کہدیتے ہیں کہ ہمیں ایک چپہ بھر زمین اس تجویز کے زیر حاصل کرنے کی خواہش نہیں۔ نشروع ہی سے ہمارا کبھی ایسا خیال نہ تھا۔ یہ سب بات صرف غریب مسیحیوں ہی کے فائدے کے لئے گئی ہے۔ اور سنہری روپے والے لوگوں کی تعداد جسقدر کم ممکن ہوگا رکھی جائے گی۔ جو اس تجویز کو کامیاب کرنے کے لئے گورنمنٹ لازمی سمجھے گی۔

ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ قوم کے دشمن قوم ہی میں پائے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ ایسے گھر کے بھیدی لنکا ڈھانے والوں کی اڑائی ہوئی جھوٹی افواہوں پر ہمارے مسیحی بھائی ذرا توجہ نہ کرینگے۔ اور امید اور ایمان اور صبر کو کام میں لائینگے۔

الراقم

کے ایل۔ رلیارام۔ پریزیڈنٹ پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس۔ لاہور

مرحوم پادری منگول جنت آشیان

ہمیں ہمارے دوست مسٹر پی۔ پال نے ماہ جولائی میں بمقام سری نگر پادری منگول کے انتقال پُر ملال کی خبر ارسال کی ہے۔ امید ہے کہ مسیحی کے قدردان اسطرح ضروری خبریں ہمیں رسالے میں درج کرنے کے لئے بھیجکر ممنون احسان فرماتے رہیں گے۔

مسٹر بال فرماتے ہیں کہ مرحوم سچے مسیحی اور مسیحیوں پر جان دینے والے تھے۔ ۸۰ مربعے زمین چک نمبر ۱۴۰ اور ۵۰۸ میں جو مسیحیوں کو دی گئی وہ آپ ہی کی دوڑ دھوپ اور انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا۔ آپ نے اپنے حین حیات میں اپنی محنت کے درخت کا پھل چکھا جب کہ سنہ ۱۹۲۰ء میں بجائے ۸۰ مربعے کے ۱۶۰ مربعے دیئے گئے جب آپ چک نمبر ۱۴۸ میں رہتے تھے تو اپنے غریب بھائیوں کی یہاں تک امداد کرتے تھے کہ جو آٹا انکے گھر کے لئے گوندھا جاتا تھا وہ تک اٹھا کر دے دیتے تھے۔ آپ تب کھاتے جب اپنے تمام غریب مسیحی بھائیوں کو کھلا لیتے۔ آپ کی اہلیہ اس کام میں آپکا پورا پورا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ افسوس کہ آپ کے انتقال سے کچھ دن پہلے آپ کی بی بی کی بھی وفات ہوئی۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خداوند مسیح انکی لڑکی اور دو کم عمر لڑکوں پر اپنا سایہ رکھے۔ جن بیچاروں نے اپنے نیک دل ماں باپ کا داغ کھایا ہے۔ امید ہے کہ وہ مسیحی دوست جنہیں پادری صاحب مغفور نے آباد اور شاد کیا ہے ان بچوں کا بہت خیال رکھیں گے۔ اور کسی قسم کی تکلیف اور دقت انکے والد کے مشنری اور مسیحی دوست انکے قریب آنے نہ دینگے ؎

پدر مردہ را سایہ بر سر فگن — غبارش بیفشان و خارش بکن
الا تا نگرید کہ عرش عظیم — بلرزد ہمے چوں بگرید یتیم

⁂

پادری بیروز کی صاحبزادی اور پادری راس ولسن لاہور کے ڈیڑھ سال کے چھوٹے صاحبزادے کو فرشتوں کے ساتھ آواز ملا کر چھوٹے بچوں کے دوست کی تعریف کے گیت گانے کے لئے پیارے خداوند نے اپنی گود میں لیا ہے۔ اسی سے اُن کے ماں باپ کو تسلی ہے۔ انکے ننھے ننھے معصوم ہونٹوں سے خداوند کی ستائش کیسی پیاری معلوم ہوتی ہوگی۔ دونو بچے بمقام مری دو ہفتے گزرے کہ پیچش اسہال [illegible] کی بیماری سے جان بحق ہوئے ؛

ہماری قوم کو جناب مسٹر الفریڈ نندی صاحب بیرسٹر ڈیرہ دون کے انتقال فرمانے سے سخت سیاسی اور تمدنی صدمہ پہنچا ہے۔ مسٹر نندی کی لیاقت کا زمانہ قائل ہے آپ ہندوستان کے مشہور اخباروں کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ آپنے یوپی اور پنجاب میں بڑا نام پایا تھا این۔ ایم۔ ایس کے کام سے آپکو بڑی دلچسپی تھی اور مسیحیوں کی بہبودی کے بڑے خواہاں تھے۔ خدا انکو غریق رحمت کرے اور انکے لواحقین کو تسلی دے ؛

کلیسیائی اِتحاد

(از قلم جناب ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب۔ ناصر)

گاہ بگاہ ہماری کلیسیاؤں میں ایک قسم کا جوش موجزن ہوجاتا ہے جسمیں اچھے اچھے ارادے سطح آب پر بہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ انمیں کلیسیائی اتحاد کا خوبصورت جہاز بڑی شان کے ساتھ گزرتا ہوا نظر آتا ہے۔ مسیح کا ہر ایک پیرو جسے مختلف کلیسیاؤں کا اتحاد عزیز ہے اس مضمون پر اپنی رائے زنی کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ مسیحی کلیسیائیں اپنے مجمعوں میں اسپر دھواندھار تقریریں کرتی ہیں۔ بڑے بڑے رزولیوشن منظور ہوتے ہیں اور پھر چندروز میں دھوئیں کیطرح غائب ہوجاتے ہیں۔ اس ناکامیابی کا کیا سبب ہوسکتا ہے؟ آخر یہ اتحاد کسی صورت سے قائم بھی ہوسکتا ہے؟

ابتدائی مسیحی صدیوں کے سنہرے زمانے کے بعد کلیسیائی جامع ایسی شاخ در شاخ ہوگئی ہے کہ اسکے بکھرے ہوئے شیرازے کو جمع کرنا قریبًا ناممکن ہوگیا ہے۔ مسیحی مذہب کے بعض اصول جن پر کلیسیا کی عمارت قایم ہے رفتہ رفتہ نئی صورت اختیار کرتے گئے ہیں اور اسی وجہ سے امتداد زمانہ کے ساتھ کلیسیائی اتحاد کے رستہ میں نئی نئی اور سنگین رکاوٹیں پیدا ہوگئی ہیں۔ جب کلیسیا ایمان کی سادگی سے منحرف ہوکر رسم پرستی میں پڑگئی اور اس میں حکومت کا عنصر زیادہ زیادہ ترقی کرتا گیا تو ایک ایسی اصلاح کی ضرورت لاحق ہوئی جو اس برگشتہ کلیسیا کے خوبصورت بت کو گراکر ابتدائی مسیحی روحانیت اور آزادی کو قایم کرے۔ مگر یہ اصلاح عظیم بھی کلیسیا کی پھوٹ کی رَو کو روک نہ سکی۔ کیونکہ تعصب کے بند ٹوٹنے اور روحانی آزادی کا ضروری نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں چند ہمخیال مسیحی مل بیٹھے ایک نئے فرقے کی بنیاد قایم ہوگئی۔ مگر ان فرقوں میں بنیادی اصولوں میں تبدیلی واقع نہ ہونے سے اتحاد کا امکان باقی رہا۔ رومی کلیسیا بھی جسکو اصلی رسولی کلیسیا ہونے کا دعویٰ ہے اور جو اور کلیسیاؤں کو جائز تسلیم ہی

نہیں رکھتی۔ یہ فرقہ بڑے اتحاد کی قائل ہے مگر یہ اتحاد اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے کہ باقی سب کلیسیائیں اُسکے زیر سایہ پناہ لیں اور روما کے پوپ کو اپنا روحانی سر تسلیم کر لیں۔ چنانچہ پوپ پیوس یازدہم پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کی طرف مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ "ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے بند سے بندھے رہنا چاہئیے یسوع مسیح نے سب سے زیادہ اسی محبت پر زور دیا جس سے اُسکے شاگرد دنیا میں پہچانے جائینگے۔ لیکن جب تک ایمان نے دلی یگانگی پیدا نہیں کی کامل محبت دلوں کو کیونکر باندھ سکتی ہے؟ اور مسیح کے ساتھ جو سر ہے پیوستگی کیونکر ہو سکتی ہے جب تک اُسکے بدن کے ساتھ جو کلیسیا ہے پیوستگی نہ ہو؟۔ اور جب تک پطرس اور اُسکے جانشینوں کی سرداری کو تسلیم نہ کر لیا جائے مسیح پر حقیقی ایمان کیونکر ہو سکتا ہے؟"۔ دوسرے لفظوں میں جب تک کوئی کلیسیا رومی کلیسیا کی شراکت اور پوپ کی بیعت اختیار نہ کرے وہ اُس کلیسیا کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتی۔ اسلئے یہ توقع رکھنا کہ رومی اور پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں میں بھی اتحاد قایم ہو جائیگا۔ ع

"ایں خیال است و محال است و جنوں"

علاقہ مدراس میں جہاں رومی کلیسیا کے ممبروں کی ایک نمایاں تعداد ہے سیاسی اغراض کی بنا پر اُسکو پروٹسٹنٹ کلیسیا کے ساتھ ملانے کی کوشش رائگاں ہوئی ہے۔ البتہ انگلستان میں چرچ آف انگلینڈ کی ایک شاخ جسکو انگلو کیتھولک کے نام سے نامزد کرتے ہیں بہت کچھ روما کے قریب آگئی ہے اور شاید جلد پوپ کی گود میں جا بیٹھے گی۔ یوں تو کلیسیائے انگلستان کا ایک حصہ ہمیشہ سے رومی مسائل اور رسم پرستی پر دلدادہ رہا ہے۔ آزاد کلیسیاؤں کا یعنے اُن چرچوں کا جو سرکاری انتظام اور رسم پرستی کی زنجیروں سے جکڑی ہوئی نہیں ہیں باہمی اتحاد ممکن ہے۔ مگر کلیسیائے انگلستان کا اُنکے ساتھ متحد ہونا محال ہے۔ یہ سچ ہے کہ جہاں کہیں چرچ آف انگلینڈ کے پیشوا جمع ہوتے ہیں وہاں پریسبیٹیرین وغیرہ کلیسیاؤں کو کلیسیائے جامع کے اعضا سمجھا جاتا ہے۔ مگر جب اتحاد کا سوال

پیش ہوتا ہے تو خالی خولی تجاویز سے آگے قدم بڑھایا نہیں جاتا۔ ماہ اگست ۱۹۲۰ء میں کثیر التعداد عالی وقار بشپ صاحبان نے بمقام لمبتھ بڑی دھوم دھام سے فراہم ہو کر کلیسیائی اتحاد کے بنیادی اصولوں کو قایم کیا۔ اور آزاد کلیسیاؤں کی طرف اخوت کا ہاتھ بڑھایا۔ مگر نتیجہ جو ہوا سو سب کو معلوم ہے۔ لمبتھ کانفرنس کو گویا دروزہ لگا۔ مگر تجاویز اور نیک ارادے جن کر رہ گئے۔

غرض پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کا رومی کلیسیا کے ساتھ اتحاد ناممکن ہے۔ مگر آزاد کلیسیاؤں کا آپسمیں ملجانا نہ فقط قرین قیاس بلکہ عملی طور پر ممکن ہے۔ دنیا میں ہر کہیں ان کلیسیاؤں کی مختلف شاخیں آپسمیں اتحاد پیدا کر رہی ہیں۔ کنیڈا میں میتھوڈسٹ اور کانگری گیشنل کلیسیائیں اس ملاپ کی طرف آگے بڑھ رہی ہیں اور سب پرسبی ٹیرین کلیسیاؤں نے مل کر یونائیٹڈ چرچ آف کنیڈا اکٹھا کر لیا ہے۔ آسٹریلیا میں بھی ان کلیسیاؤں میں ایک زبردست تحریک شروع ہے اور جلد ایک متحد کلیسیا قایم ہونے والی ہے۔ جنوبی ہند میں مختلف پرسبی ٹیرین کلیسیائیں مل گئی ہیں اور ایک متحد پرسبی ٹیرین کلیسیا قایم ہو گئی ہے بعض دیگر صوبجات میں بھی اسی مدعا کے حصول کی طرف قدم بڑھایا جا رہا ہے۔

یہ بار بار کہا گیا ہے کہ ہمارے ملک کی کلیسیاؤں کا چرچ وہی ہے جسے مشنری صاحبان غیر ممالک سے یہاں لے آئے ہیں اور فرقہ بندی کا دار مدار روپے پیسے کے سہارے پر قایم ہے۔ ایک کلیسیا کا کتر ممبر جب دوسرے چرچ میں خواہ کسی غرض سے چلا جاتا ہے تو اپنے پرانے چرچ کو کوسنے لگتا ہے۔ درحقیقت ہندوستان میں کلیسیائی تفرقوں کا بیج پتھریلی زمین پر گرا ہے جہاں اُسکا پودا جڑ نہ ہونے کے سبب جلد سوکھ جاتا ہے۔ باوجود اسکے بھی ظاہری اتحاد کا قایم کرنا دشوار ہے۔ جب تک مادر کلیسیاؤں میں اتحاد نہ ہو ہندوستان کی کلیسیائیں اپنی پرانی لکیر کو پیٹتی رہیں گی۔

کلیسیائی اتحاد پر زور دینے والوں کی دلائل زیادہ تر مسیح کی اُس دعا کی بنیاد پر

قایم ہیں کہ "وہ سب ایک ہوں"۔

اس سے سوائے اسکے اور کیا مراد ہو سکتی ہے کہ سب مسیحی افراد اور جماعتیں مسیح میں قایم اور اُسی کی زندگی میں شریک ہوں۔ جب تک بنی آدم میں طبائع کا اختلاف ہے یہ ناممکن ہے کہ ہر ایک شخص کامل طور پر اوروں کے ساتھ ہر بات میں متفق ہو۔ اگر تنگ کسیکی کانشنس کو جکڑ کر اُس سے بعض مسائل منوالئے تو مسیحی آزادی کہاں رہی؟ جہاں آزادی ہے بعض باتوں میں اختلاف ضرور ہوگا۔ مگر اتحاد بالاختلاف ہی نیچر کا اصول ہے۔ گوناگون رنگوں میں کیسا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر وہ سب ملکر رونقی پیدا کرتے ہیں۔ کسی پہاڑ کے بلند ٹیلے پر سے نگاہ دوڑاؤ۔ وہ ہرے ہرے درختوں یا برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں۔ وہ سبزہ زار وادیاں جن میں سبز کھیتیاں لہلہا رہی ہیں۔ اور چوپائے گھاس چر رہے ہیں۔ اور ندیاں پیچ و تاب کھاتی جا رہی ہیں۔ وہ ڈھلوان دیکھو جس پر ایک چھوٹا سا گاؤں آباد ہے جسکے مکانات درختوں کی پھیلی ہوئی شاخوں میں سے جھانک رہے ہیں۔ کیسا خوشنما منظر ہے۔ اگر یہ [illegible] ہوتا تو [illegible] کی خوبصورتی کہاں رہتی۔ کیفیت [illegible] سبب [illegible] ہے۔ اسی طرح مسیح کے بدن کے اعضا میں مدارج ہیں اور ہر ایک عضو کا اپنا اپنا کام ہے۔ افسیون کے نام کے خط کے چوتھے باب میں یہ مضمون نہایت صفائی کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔ اسلئے کامل یگانگی کے نقطۂ خیال سے کلیسیائی اتحاد کو ہر وقت رٹتے رہنا فضول ہے۔ ہم کیوں فروعات یا مذہبی رسوم میں اختلاف رکھتے ہوئے ایک نہیں ہو سکتے؟ ہندوستان کے [illegible] مشنری ڈاکٹر [illegible] صاحب نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ "کسی کلیسیا کے ایک مسیحی کو پھسلا لینے یا کسی مسیحی مشن کی خاص خدمت یا فرض کو اپنے ذمے لے لینے کیطرف ایک قدم بڑھانے سے میرے لئے یہ بہتر ہے کہ میں گنگا میں کود کر ڈوب مروں"۔ اگر ہر ایک مشنری اسی کشادہ دلی سے اس ملک میں خدمت کرے تو کلیسیائی اتحاد کی پختہ بنیاد قایم ہوجائے گی۔

اب اگر کلیسیائی اتحاد کے اصول کو تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ اور موجودہ فرقوں کا باہمی اتحاد بعض حالتوں میں ناممکن بعض میں دشوار اور بعض میں ممکن ہے تو پھر اس اتحاد کی تکمیل میں کونسی چیز مانع ہے؟ کیا ہمارے ہادیانِ دین ایک ناممکن بات کی تلاش میں سرگرداں ہو رہے ہیں؟ ہمارے خیال میں یہ سب مساعی اپنی اپنی جگہ پر کچھ نہ کچھ فائدہ رکھتی ہیں۔ ان سے اول تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے کلیسیاؤں کا رخ کسطرف کو ہے۔ پھر یہ ہمارے پیشواؤں کے دلی جذبات اور اُمنگوں کا اظہار ہے۔ لاہور میں بعض اصحاب کی کوشش سے ایک ماہوار متحدہ عبادت شروع کی گئی ہے جس میں کلیسیائے انگلستان پریسبٹیرین میتھوڈسٹ اور مکتی فوج کے شرکا حصہ لیتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا مصنوعی اتحاد ہے جو بغیر سہارے کے مدت تک کھڑا نہیں رہ سکتا۔ مگر تو بھی چند مسیحی فرقوں کا ایک ہی جگہ مل کر عبادت کرنا سراسر بے فائدہ نہیں ہے۔ یہ ہمارے موجودہ تفرقوں کے بیابان میں ایک خوشنما نخلستان ہے۔ یہ کلیسیائی اتحاد کی طرف قدم بڑھانے کا آغاز ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسی نمونے پر اور متحدہ عبادتیں بھی شروع ہو جائیں۔ لیکن حقیقی اتحاد کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر ناظرین نے ان چند سطور کو غور سے پڑھا ہوگا تو اُن پر یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ اس تحریر کا رخ اُس سوراج کی طرف ہے جس میں غیر ممالک کے موجودہ کلیسیائی جھگڑے ہمیشہ کے لئے جاتے رہینگے۔ اور ایک ہندوستانی کلیسیا قایم ہوگی۔ بہت عرصہ گزرا کہ بنگال میں ایک قومی کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی۔ مگر چونکہ اسکی ہستی چند اشخاص کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی وہ بہت مدت تک قایم نہ رہی اور نہ اُس نے چنداں ترقی کی۔ آجکل مدراس میں بھی کرسٹو سماج شروع کیا گیا ہے۔ معلوم نہیں اُسکو کہاں تک کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ یہ کوششیں اُسی سوراج کیطرف اشارہ کرتی ہیں جب ہندوستان میں ایک ملکی کلیسیا ہندوستانی طرز پر قایم ہوگی تب بھی اختلاف تو جاتے نہیں رہینگے مگر ہر طرف عملی یگانگی کا دَور ہوگا۔

ناصر

Digitized by commissionewriting.com for the IdeaMines collective.

مشنری تحریک کا اثر امورِ سیاسیہ پر

(از قلم جناب پادری علی بخش صاحب لاہور)

مسٹر رامزے میور۔ ایم۔ اے۔ ممبر پارلیمنٹ نے دوران لیکچر میں یہ ذکر کیا کہ چار صدیوں سے برابر یورپ اپنا رسوخ روئے زمین پر بڑھا اور پھیلا رہا ہے۔ اسی کی وجہ سے یورپ کی قوموں کو کرۂ زمین کے ہر طبقے میں غیر مہذب قوموں سے تعلق و واسطہ ہو گیا۔ سولہویں سترہویں اور اٹھارہویں صدیوں تک یورپ کی قومیں ان غیر مہذب قوموں کو عملاً یہ سمجھتی رہیں کہ انکا کوئی حق نہیں اسلئے اُن کو بے رحمی سے پورے طور پر لوٹ لینا بالکل جائز تھا۔ چنانچہ اُس زمانے کی غلامی اور غلاموں کی تجارت اس امر کا بڑا ثبوت ہے۔ اس تجارت کے ذریعے یورپ کی مختلف قوموں نے یکے بعد دیگرے نئی دنیا میں حبشیوں کو بیچنے سے ایسا کثیر نفع حاصل کیا کہ تجارت کے کسی دوسرے صیغے سے کبھی حاصل نہ ہوا تھا۔ چنانچہ لنکاشائر کی دولت اسی کے ذریعے فراہم ہوئی۔ انہوں نے ارزاں اشیاء۔ خراب بندوقیں اور سستی شرابیں افریقہ کے مغربی ساحل کو بھیجیں اور اُنکے تبادلے میں نوجوان حبشی حاصل کئے اور اُن کو جہاز کی ایسی کوٹھڑیوں میں رکھا جہاں وہ مکھیوں کیطرح ہلاک ہوئے۔ وہ ایسے ارزاں تھے کہ کسیکو انکی پروا نہ ہوئی۔ تمنے انکو ویسٹ انڈیز میں فروخت کیا۔ اور اپنے جہازوں کو رم۔ چینی اور تمباکو سے بھر کر واپس لورپول کو لائے۔ لنکاشائر اور لورپول کو اس تجارت نے مالا مال کر دیا۔ کل سترہویں صدی اور کسیقدر اٹھارہویں صدی میں یہ کام بالکل جائز سمجھا گیا اور اس میں ہماری

کامیابی ہمارے فوز کا باعث ٹھہری۔ یورپ کی حریف قومیں اس تجارت کو بڑے نفع کا باعث سمجھکر اس پر پورا قبضہ کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ آخر کار ہم نے ان سب حریفوں کو زک دی۔ اسی کے طفیل ہماری بحری فوقیت قائم ہو گئی۔

سترہویں صدی میں ڈچ بوروں اور فرینچ ہوگی ناٹ جلاوطنوں نے یہ وطیرہ اختیار کیا اور غلاموں کی تجارت میں مصروف رہے۔ اور تقریباً ہر انگریز کا ان دنوں میں یہ عقیدہ تھا کہ حبشی لوگ حام کی اولاد تھے جن پر خدا نے دائمی غلامی کا فتویٰ دیا تھا کیونکہ انہوں نے طوفان کے بعد اپنے جد امجد حضرت نوحؑ کی بے عزتی کی تھی۔ بڑے بڑے مسیحی علما کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ انگریزی گیت کی کتاب کے کئی ایک گیت جو عبادت عام میں گائے جاتے تھے وہ جان نیوٹن کے طبعزاد تھے۔ اور یہ جان نیوٹن غلاموں کی تجارت کے ایک جہاز کا کپتان تھا۔ وہ اُن غلاموں کے ساتھ نرمی کا سلوک کرتا اِنکو انجیل سناتا اُنکو اچھی خوراک دیتا اور اُن کو گیت گانا سکھاتا تھا۔ لیکن مدت تک اسکو یہ خیال بھی نہیں گزرا کہ یہ تجارت ناجائز تھی۔ وہ اسے بالکل جائز خیال کرتا تھا۔ بعد ازاں یہ شخص انگریزی کلیسیا میں خادم دینی کے عہدے پر ممتاز ہوا۔ اور اس نے اس قسم کے کئی گیت لکھے۔ "مسیح کا نام ہے کیا شیریں" وغیرہ۔

اب ان پست حالت قوموں کی نسبت خیالات میں تبدیلی ہونے لگی۔ یہ تبدیلی کیسے وقوع میں آئی؟۔ اٹھارہویں صدی میں میتھوڈسٹ مشن کی تحریک شروع ہوئی۔ اور یہ خیال پیدا ہوا کہ خدا کی نظر میں سب روحوں کی قیمت یکساں تھی۔ اسکے بعد چرچ اوف انگلینڈ اور دیگر کلیسیاؤں میں انجیلی تحریک کا آغاز ہوا۔ اور اس نے ایسی ترقی کی کہ انگلستان کی روحانی اور کسیقدر عقلی زندگی میں ایک نیا انقلاب پیدا ہو گیا .... خاص کر ان پست حالت قوموں کی طرف اُن کی توجہ ہوئی اور اس امر میں اپنی ذمہ واری کو محسوس کرنے لگے۔

۱۷۸۰ء میں فرینڈز اور ایونجیلیکل EVANGELICAL لوگوں کی ایک چھوٹی

انجمن قایم ہوئی جس کا مقصد غلاموں کی تجارت کو موقوف کرنا تھا۔ اس لئے کچھ زمین خرید کر سیرالیون کی بستی قایم کی تاکہ آزاد شدہ غلام وہاں جاکر آباد ہوں۔ الغرض نفع کمانے کی بجائے رفاہ عام کا کام شروع ہوا۔ لیکن اس نئی روح کی آمد کا یہی ایک نشان نہ تھا بلکہ قانون کی تاویل میں بھی تبدیلی ہونے لگی۔ اور بلا اعتراض قانون کے یہ نئے معنے مقبول عام ہوئے۔ اسکے مقبول ہونے کی وجہ خیالات کی تبدیلی تھی۔ اس کرۂ خیالات میں مشنری تحریک کا آغاز ہوا اور اس تبدیلی خیال کا یہ دوسرا نشان تھا۔ ۱۷۹۵ء میں تعلیم یافتہ بپٹسٹ موچی۔ ولیم کیری نامی اپنے خرچ پر مشنری ہوکر ہندوستان میں آیا اور اس نے ایسی دلیری اور ایثار نفسی دکھائی جو آجتک انگریزی باقاعدہ مشنری تحریک کے اوائل دنوں کو روشن کر رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہی انگلستان کی تقریبًا ہر کلیسیا نے ان پست حال قوموں کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھنا شروع کیا۔

بہت عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ انگریزی کولونی آل احسن نے یہ پالیسی ظاہر کی کہ جن علاقوں میں یہ پست حال قومیں آباد ہیں وہ خدا نے ہمیں نفع حاصل کرنے کے لئے نہیں دیں بلکہ وہ امانتًا ہمارے سپرد ہیں۔ ان لوگوں کے فائدہ کے لئے جو وہاں آباد ہیں۔

الغرض نفع کمانے اور لوٹنے کی بجائے محافظ ہونے کے خیال کی ترقی ہوئی اور تہذیب و انسانیت میں یہ ترقی کا ایک قدم تھا۔ اور تاریخ میں اس تصور کا قایم ہونا ایک بڑا واقعہ تھا۔ اور بلا شک و شبہ مشنری سوسائیٹوں نے جو چاروں طرف دنیا میں پھیل گئی تھیں اس خیال کی توسیع اور ترقی میں مدد دی۔

لیگ آف نیشنز کے عہدنامے میں اسی بڑے اصول کو مختلف جملوں میں ظاہر کیا۔ جن میں بعض چھوٹی ریاستوں کی نسبت بڑی ریاستوں کی سرپرستی کا ذکر ہے۔ اور اس عہدنامے میں ادنیٰ اور اعلیٰ ریاستوں کے درمیان باہمی رشتے کو ایک نیا جامہ پہنایا ہے۔ اعلیٰ ریاستوں پر یہ لازمی فرض ٹھیرایا کہ وہ ادنیٰ قوموں سے

انصاف کریں اور دوسرے لوگوں کو ان پر جبر و ظلم کرنے سے روکیں۔ انگریزی سلطنت کی تین پشتوں میں اس تصور نے الہام اور مشنریوں کے زیر اثر نشو و نما حاصل کیا۔

الغرض مشنری تحریک نے دنیا کے امور سیاسیہ پر گہرا اثر کیا۔ اور اب تک وہ اثر جا بجا ہو رہا ہے۔ پس ایک مؤرخ کی حیثیت سے میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ جس مشنری تحریک کی مدد کلیسیائیں اور انگریز صاحبان چندہ وغیرہ سے کر رہے ہیں اُس نے مہذب دنیا میں ایک زبردست اور صحت بخش انقلاب پیدا کر دیا ہے۔

(ماخوذ از چرچ مشنری آؤٹ لُک)

جے۔ علی بخش

غزل

(از نتیجۂ فکر جناب معلے القاب پادری خیر اللہ صاحب۔ قاضیؔ۔ خاص مسیحی کے لئے)

وجہ بے حرمتی و مانعِ اسبابِ شباب　　فتنۂ امن و اماں موجبِ رنجِ احباب
ہالکِ عقل و خرد و مفسدِ دین و ایماں　　رہزنِ قوتِ جاں مصرفِ مال و اسباب
دشمنِ آبِ حیاتِ خرد و عقلِ سلیم　　کونسی چیز ہے؟ کہتے ہیں جسے لوگ شراب
ہو کے بے عقل و خرد کہتے ہیں مت والے ہیں　　آبِ شر نام ہے اور کہتے ہیں ناداں مئے ناب
فاسق و فاجر و زانی و جفاجو خود کام۔　　شری و مفتری و سفلہ طبیعت کذاب
رند و بدمست و بداندیش شرابی کج فہم　　اس حیاسوز کے احباب کو ملتے ہیں خطاب

ربعِ مسکوں میں فساد اس نے مچا رکھا ہے
قاضیؔ اس مفسدہ پرداز کا خانہ ہو خراب

ہماری غلامی

تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے
تیرا پتہ نہ پائیں تو ناچار کیا کریں

جب آفتاب کا نشانہ مغرب میں داخل ہوجاتا ہے۔ اُسکی تلملانے والی شوخ کرنیں اٹکھیلیاں کرتیں دفعتہً غائب ہوجاتی ہیں۔ اور شام کی ہلکی ہلکی سیاہی چاروں طرف پھیلتی نظر آتی ہے تو ایک عجیب منظر دکھائی دیتا ہے۔ پرندوں کے غول اِدھر اُدھر اُڑتے جاتے ہیں۔ کسی کا رُخ مشرق کو ہے کسی کا مغرب کو۔ کوئی شمال کیطرف جاتا ہے کوئی جنوب کیطرف۔ پروں کی حرکت سے ہوا میں ایک تموج پیدا ہوتا ہے۔ کوئی خاموش ہے کوئی نواسنج دل بے ساختہ بول اُٹھتا ہے۔ "یہ کہاں جاتے ہیں"؟ عقل سلیم جواب دیتی ہے۔ "اپنے اپنے آشیانوں کو"۔ کونسی زبردست طاقت ہے جو انہیں کشاں کشاں لئے جاتی ہے؟ حبِ وطن! چوپائے جو صبح سے جنگلوں اور مرغزاروں میں چرنے چگنے گئے ہوتے ہیں آبادی کیطرف مُنہ اُٹھائے چلے جاتے ہیں۔ جب پرندوں اور حیوانوں میں یہ قدرتی جذبہ موجود ہے۔ جب وہ اپنے گھر کی غلامی کو آزادی سمجھتے ہیں۔ جبکہ ویرانہ بلکہ مرغزار میں رہنا اُنکے واسطے غلامی ہے تو کیا حضرت انسان جو اپنے آپ کو اشرف المخلوقات سمجھتا ہے۔ اور اس عالم حقیقی کا شاگرد رشید ہے۔ اس پاک جوہر سے مستثنےٰ رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

ہم بالکل مایوس نہیں۔ اور نہ ہم پست ہمت ہوکر رہ گئے ہیں۔ اس مایوسی میں بھی روشنی کی جھلک آتی ہے۔ ہر ایک کے دل میں کم و بیش اپنی

قوم اپنے ملک کی بہتری وبہبودی کا جوش موجزن ہے۔لیکن جب ہم اپنی قوم یعنی مسیحیوں پر نظر کرتے ہیں تو ایک بھیانک منظر دکھائی دیتا ہے اور پُر شوق نگاہیں تلملا تلملا کر تپلیوں کے آغوش سے نکلتی ہیں پھر لوٹ جاتی ہیں۔ہم دست تاسف ملتے رہ جاتے ہیں۔مگر شکر کا مقام ہے کہ اس منظر میں بھی کہیں دور و دراز جگہ میں کسی ٹمٹماتے ہوئے ستارے کی روشنی آتی ہے ہماری گھٹتی ہوئی خواہشیں بڑھتی ہیں۔پست ہمت دلوں میں ولولہ پیدا ہوتا ہے اور ہم ہمت کی کمر باندھے ہوئے آگے بڑھتے جاتے ہیں۔مگر آگے چلکر ہم خود کو غلامی کے جال میں پھنسے ہوئے پاتے ہیں جس سے کسیقدر ہمت کی ڈور ٹوٹنے لگتی ہے مگر پھر بچ جاتی ہے۔جہاں ہندو مسلمان آزادی کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ہم خواب خرگوش میں پڑے سو رہے ہیں۔اُدہر ہندو مسلمان اپنی اقوام کو بہتر بنانے میں سر توڑ کوشش کر رہے اور ہم غلامی خرید رہے ہیں۔اور اس پر طرہ یہ کہ ہم اس پر بھی شاداں ہیں ؎

بہائم کی اور اُن کی حالت ہے یکساں
کہ جسطرح پر ہیں اُسی میں ہیں شاداں
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارماں
نہ دوزخ سے ترساں نہ جنت کے خواہاں

گویا کہ ہمارے دلوں میں آزادی سے رہنے کا خیال ہی نابود ہو گیا۔ہمارا حال بعینہٖ اُس پرندے کی مانند ہے جو سالہا سال قفس میں قید رہا ہو۔اور جب دیکھو یہی کہتا ہے ؎

خبر نہیں کسے کہتے ہیں گل چمن کیسا؟
قفس کو ہم تو سمجھتے ہیں آشیاں صیاد

عزیزو تہیدست اور محتاج رہنا۔دوسروں کی غلامی خریدنا ہے۔جب تک ہمنے یکجہتی اور آپسکے اختلافات کو رفع نہ کیا ہم کبھی اُس گلشن راحت بخش میں

یں پہنچ سکتے۔

کسی پہلو پر نظر کیجئے۔ مایوسی ہی مایوسی نظر آئیگی۔ کیا یہ بات قابلِ افسوس
ہیں؟ جبکہ یہ زمانہ بیداری و ہوشیاری کا ہے۔ ہم خوابِ غفلت میں پڑے
انٹے بھر رہے ہیں۔ افسوس۔ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے تعلقات پر روز بروز
ھنیں پیدا ہو رہی ہیں۔ ایک گرہ کھلتی ہے۔ چار بل پڑتے ہیں۔ انکے رشتۂ اتحاد
، پیچیدگیاں عقدۂ لاینحل ہو رہی ہیں۔ نہ عقل و فہم کی کوئی تدبیر کارگر ہوتی ہے
رنہ ناخنِ تدبیر گرہ کشائی کرسکتا ہے۔ اگرچہ آجکل زمانہ ترقی کا ہے۔ کشمکش کی
ندگی اور حصولِ کمال میں زندہ اور ترقی یافتہ قوموں کا ہمپلہ ہونا چاہتے ہیں۔
طرف کوشش ہو رہی ہے مگر سب تدابیر لاحاصل جاتی ہیں۔ دراصل بات
بہ ہے ؎

صفائیاں ہو رہی ہیں جتنی دل اُتنے ہی ہو رہے ہیں میلے
اندھیرا چھا جائیگا جہاں میں اگر یہی روشنی رہے گی

اُن اقوام (یعنے مغربی اقوام) کی زندگی اور خوشحالی کا راز و حقیقت کچھ اور نہ
ہمیں معلوم ہے۔ مگر دانستہ تجاہل۔ خود غرضی اور ذاتی نام و نمود کی غرض سے
راموش کئے بیٹھے ہیں اور صرف چند روزہ خوشحالی کی زندگی اور عارضی جاہ و
جلال کی خاطر اپنی آیندہ نسلوں کی راہ میں کانٹے بونے کا خوفناک اور تکلیف دہ
کام نہایت سرگرمی اور مستعدی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ مگر ہم یہی سمجھ رہے
ہیں کہ یہ راستہ درست ہے۔ اور ہم اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ مگر
ہم صاف کہتے ہیں ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

یہ بات مسلّم الثبوت ہے کہ انسان کو جب اپنی کمزوریاں معلوم ہو جاتی ہیں
تو وہ ایک نئی زندگی اختیار کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے اور خصوصاً جس وقت

اپنے گردونواح کے لوگوں کو اپنے سے مختلف مگر اعلیٰ حالت میں پاتا ہے۔ اپنے عادات واطوار کے تقویم پارینہ کو پھینک دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے۔ اسکو کسی وقت وہ عروج حاصل تھا جس پر اقوام عالم رشک کھاتی تھیں۔ مگر اب یہ خیال ؏

"خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا"

یہ امر تو یقینی ہے کہ اسکے دل میں پستی سے نکلنے کی خواہش پیدا ہو گئی ہے۔ یعنی ہندو اور مسلمان ترقی کے زینہ پر چڑھ رہے ہیں۔ اگرچہ ظاہرا اختلاف والحاد سے جنگ وجدل ہوا ہے مگر درحقیقت وہ ترقی کر رہا ہے۔ کیا نہیں دیکھکر ہمارے دل میں ترقی کرنے کا احساس نہیں ہوتا۔ اگر ہم علیحدہ رہکر ترقی نہیں کرسکتے۔ اگر ہماری حالت کمزور ہے تو آؤ اپنے بھائیوں سے ملکر اس اہم کار کو انجام دیں۔ میں یقینی طور سے کہتا ہوں کہ ہم اُنہیں سیدھے راستہ پر چلا ئیں گے۔ جب تک مسیحی اُن سے نہ ملیں وہ کبھی مدعا حاصل نہیں کرسکتے محبت ہی سب غیر ضروری امور کو دور کرسکتی ہے۔ جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں انکو دور کرو اور آپسمیں ملجاؤ۔

اس بات سے کسی سلیم العقل اور واقفِ کار انسان کو انکار نہ ہوگا۔ کہ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں میں کچھ غلط فہمیاں رہی ہیں جنکی وجہ سے ان میں ہمیشہ کشیدگی اور نفرت پائی گئی ہے۔ بعض اوقات تو ہما ... سے تعلقات امید افزا نظر آنے لگ گئے تھے۔ مگر پھر وہ سب ہوا ہو گئے۔ بعض متعصبین کے پرستاروں اور غلامی کے آقاؤں نے عملاً یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ مسیحی اور غیر مسیحی ملکر نہیں رہ سکتے۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں جہاں مختلف الخیال اور مختلف المذاہب ملکی ترقی کے لئے باہمی اتفاق پر مجبور نہ ہوئے ہوں۔ اور دین و دنیا کو علیحدہ علیحدہ چیزیں سمجھکر مذہب کو الگ کرکے دنیوی معاملات میں متفق ومتحد نہ ہوئے ہوں۔ مگر یہاں اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ سب کہتے ہیں کہ ہم علیحدہ علیحدہ رہکر ترقی کرسکتے ہیں

وہ اسطرح کہ ہم مشنری کا دامن پکڑ کر کسی عمدہ جگہ پر پہنچ جائینگے۔ مگر۔ ع

این خیال است و محال است و جنوں

ہماری نئی پود اور انگلو انڈین آپ کو علیحدہ رکھنے پر آمادہ ہیں۔ آہ! یہ خیال کتنا خوفناک ہے۔ یہ عمل کتنا مضرت رساں ہے۔ جو لوگ صدیوں سے ایک ہی ملک میں رہتے آئے۔ ایک ہی آب و ہوا میں پرورش پاتے رہے کیوں ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔ اگر مذہبا علیحدہ ہیں تو کیا ہوا۔ ہماری قومیت ایک ہی ہے۔

اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسانی طبائع مختلف ہیں اور اس وجہ سے مختلف معاملات میں تخالف و تضاد ضروری ہے۔ مگر اسکا لازمی نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اس اختلاف طبائع کو عداوت و منافرت کی حد تک پہنچا دیا جائے اور فروعی اختلافات کی وجہ سے اصول کو پامال کیا جائے۔ انگلستان کے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک فرقوں میں کسقدر لڑائیاں ہوئیں۔ مگر آخر کار اُن کو اپنی غلطی معلوم ہو گئی اور اب وہ اسطرح ملکی خدمت انجام دے رہے ہیں کہ کوئی مغائرت تھی ہی نہیں۔ ہم متعجب ہیں کہ ہمیں ہمیشہ اندیشہ رہتا ہے کہ اگر ایک فریق نے اقتدار کامل حاصل کر لیا ہمیں کچل ڈالیگا۔ اسواسطے اپنی حفاظت اور اُسکی مدافعت سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ سو اگر ایک فریق نے دوسرے کو رنج پہنچایا یا حملہ کیا تو شکایت کی گنجایش ہے بلکہ فریق ثانی کا ضمیر خود کہہ دیتا ہے۔ ع

اے بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تست

ہم اپنے بھائیوں کو غیر سمجھ رہے ہیں اور غیر کو بھائی۔ یہ ظاہرا غیر مسیحیوں سے تنافر ظاہر کرتے ہیں۔ اُن سے ملنا کسر شان (میرا مطلب معمولی حیثیت والے یا ہم رتبہ اشخاص سے ہے) انکو گناہ و ذلت کے کیچڑ میں لت پت سمجھتے ہیں۔ اس طریقہ سے ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ ہم مسیحی تعلیم کے خلاف چلتے ہیں۔ مسیحی تعلیم کی خوبی دیکھئے

کہ "تو اپنے دشمنوں کو پیار کر۔"

کچھ پرواہ نہیں اگر وہ مذہبًا علیحدہ ہوں۔ ہمیں آہستہ آہستہ اُن سے ملنا چاہئے۔ مذہبی باتوں کو ترک کرکے انکو دعوت دینی چاہئے۔ کچھ پرواہ نہیں۔ اگر ہم مسیح کے نام سے ستائے جائینگے۔ ایک دن ضرور ہم ہندوستان کو مسیح کے پاؤں پاس لاسکیں گے۔ یہ امر بھی یقینی ہے کہ دیسی مسیحی ہندوستان کی نجات کے ذمہ وار ہیں۔ انگریز یا اہل مغرب یا مشنری ہرگز ہرگز اس کار اہم کو انجام نہیں دے سکتے اسواسطے ہمارے لئے لازمی ہے کہ ہم اُن کے ساتھ شیر و شکر کی طرح مل جائیں۔ پھر محبت کی آگ مشتعل ہوگی۔ اور مسیحیت کی خوبیاں خودبخود ظاہر ہوں گی۔ مگر یہاں معاملہ کچھ اَور ہے اور اسلئے۔ ع

ہم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائینگے

ہم کسی طرف جارہے ہیں اور ہمارے بھائی کسی اَور طرف۔ دونوں فریقین ایک دوسرے پر مضحکہ اُڑا رہے ہیں یاد رہے کہ کسی قوم کے گرنے کا سب سے پہلا سبب یہ ہے کہ اسکے افراد قومی بہتری۔ وسیع نظری اور فراخدلی کے عالمگیر اصولوں سے انحراف کرجاتے ہیں۔ اگر ہم تنگ خاناں یا تنگِ وطن ہیں تو اسی لئے کہ ہمنے ملکی اور قومی بہبودی کو شخصی اغراض اور ذاتی فوائد پر قربان کردیا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی کمزوریوں کو محسوس کریں تمام خودغرضیوں کو رفاہِ قوم پر نثار کرنیکے لئے آمادہ ہوجائیں تو ہماری بیداری کے دن بہت نزدیک نظر آئینگے۔

الغرض ہمیں ہرطرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی ہے۔ چونکہ ہندوستان مذاہب کا عجائب گھر ہے اسواسطے قومیت کا احساس باقی نہیں رہا۔ مگر دوراندیش اور اہلِ دانش صاحبان بخوبی جانتے ہیں کہ ان دونوں میں کیا تعلق ہے۔ امید بندھ گئی تھی کہ جہالت کی شبِ تاریک کے پردہ سے علم کا وہ نور جسکے اُجالے میں ہم آنکھوں سے غیریت جاتی رہتی ہے بیگانے اپنے نظر آتے ہیں جلوہ افروز ہوکر تمام باشندگانِ ہند کو منور کردے گا۔ اور وہ "من و تو" کے بھڑکانے والے جذبات سے رہائی پاکر اس

نورِ حقیقی کے طالب، منظارہ ہونگے جو تمام بنی نوعِ انسان پر برابر روشنی ڈالتا ہے
امید ہے کہ ہمارے لیڈر ایک عمدہ راستہ پر چلیں گے اور ہمیں اُس گلشنِ راحت
میں پہنچائیں گے جسکے لئے ہماری پُرشوق نگاہیں بیقرار ہیں اور ہم تھوڑی سی
مدت کے بعد اپنے بھائیوں سے بھائیوں کی طرح برتاؤ کرینگے اور اپنی زندگی
اور محبت سے انکو مسیحیت کی روشنی میں لاکر اُس نور کے سامنے لا کھڑا کرینگے
جس میں انسان کو اپنی اور عقبےٰ کی اصلیت معلوم ہوجاتی ہے۔ ہم اپنے لیڈروں
سے اسطرف خیال کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ کیا ہمیں ابھی کچھ عرصہ اور
دشتِ ادبار کی خاک چھاننا ہے! ؎

خضر ملجائیں تو کچھ راستہ اُن سے پوچھیں
منزلِ عشق کی طے ہوتی ہیں راہیں کیونکر

تصویر کا دوسرا رُخ انشاءاللہ آئندہ ماہ میں دکھائیں گے۔

پی۔ این۔ بھنوت از اجنالہ ضلع امرتسر

یسعیاہ نبی

(از جناب ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب۔ ناصر)

کتابِ مقدس کے چار انبیائے کبیرہ میں سے یسعیاہ پہلا نبی ہے۔ ہم اُسکی زندگی کے فقط چند حالات سے واقف ہیں۔ شلاً وہ اموص کا بیٹا اور شادی شدہ تھا، اور اُسکے کم از کم دو بیٹے تھے۔ اُس نے یہوداہ کے بادشاہوں عزیاہ اور یوتام اور آخز اور حزقیاہ کے دنوں میں نبوت کی۔ غالباً شاہ منسی کے عہدِ سلطنت کا کچھ حصہ بھی اُسکے دورِ نبوت میں شامل ہے۔ اس لحاظ سے یسعیاہ نے چالیس برس سے زیادہ عرصہ تک نبوت کی اور عمر رسیدہ ہوکر وفات پائی۔

روایت ہے کہ جب منسی نے اُسے گرفتار کرنے کو لوگ بھیجے تو وہ بھاگ کر ایک

TheMasihiLahoreOctober1924

شہتوت کے تنے میں چھپ گیا۔ اُسکے پکڑنے والوں نے درخت کو معہ نبی کے آرے سے
چیر ڈالا۔ اس طرح یہ اُلوالعزم نبی جان بحق تسلیم ہوا۔ تعجب نہیں کہ عبرانیوں کے
خط میں (۱۱ باب ۳۷) اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔ بعض کا خیال ہے کہ اُسکا والد
اموص شاہ امصیاہ کا بھائی تھا۔ اگر یہ صحیح ہو تو یسعیاہ شاہی خاندان میں سے
تھا۔ بہرصورت ایک بات یقینی ہے کہ اگر وہ عالی تبار نہ بھی ہو تو بھی اُسکی
شخصیت اور مدبرانہ حکمت۔ اُسکی عظیم الشان فصاحت اور اُسکی اعلیٰ خدمت
اُسے انبیا کی صفِ اولین میں افضل درجہ پر سرافراز کرنے کے لئے کافی ہے۔

پیشتر اسکے کہ ہم یسعیاہ نبی کے زمانے کے حالات اور اُسکی نبوت کا مختصر
طور پر ذکر کریں تھوڑی دیر تک اس دلچسپ سوال پر غور کرینگے کہ جبکہ کتاب
مقدس میں بزرگانِ سلف اور اسرائیل کے قاضیوں اور بہادروں اور بادشاہوں
کی سوانح عمری کم و بیش تفصیل کے ساتھ درج کی گئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ
انبیا کی زندگی کے حالات قلم انداز کیئے گئے ہیں؟۔ اگر اُنکا کچھ ذکر کیا گیا،
تو اتفاقیہ یا اشارۃً۔ الہامی مصنفوں کی یہ فروگذاشت بلاوجہ نہیں ہو سکتی۔
یہ محض اتفاق کا نتیجہ نہیں کہ یوسف کی تصویر تو نہایت خوبصورتی کے ساتھ
کھینچی گئی ہے۔ مگر یسعیاہ جیسے جلیل المنزلت نبی کو ایک گزرتے ہوئے بادل
کے ٹکڑے یا شہابِ ثاقب کیطرح تھوڑی دیر کے لئے آنکھوں کے سامنے رکھکر
ٹال دیا ہے۔ غالباً اس معمے کا حل یہی ہے کہ اگر کسی شخص کے ذاتی حالات کو
اُسکی تعلیم سے علیحدہ کیا جائے تو اسکا پیغام زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے۔ ہر ایک
انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی نقص ضرور ہوتا ہے۔ اسلئے یہ ایک عام مشاہدہ کی بات ہے
کہ دینیات کے معلم کی روزمرہ زندگی کے ساتھ حد سے زیادہ واقفیت اُسکی تعلیم
کو کمزور بنا دیتی ہے۔ اسی سبب سے انبیا کے چہرے کو نظروں سے اوجھل رکھا جاتا
ہے اور فقط اُسکی آواز سنائی دیتی ہے ہمیں آدمی دکھائی نہیں دیتا مگر پکار نیوالے کی آواز
ہمارے کانوں میں پڑتی ہے۔

Digitized by commissionewriting.com for the IdeaMines collective.

یسعیاہ کو اوائل عمر میں دو ایسے واقعات پیش آئے جنکا بڑا گہرا اثر اُسکی زندگی پر پڑا۔ عزیاہ بادشاہ نے ایک عرصہ دراز تک بڑے جاہ و جلال کے ساتھ سلطنت کی مگر آخر میں اُس نے ہیکل میں بڑی بھاری خودسری دکھائی جسکی پاداش میں وہ مبروص ہوکر مرا۔ جوان یسعیاہ کو اِس واقعہ میں اپنی قوم کا نقشہ نظر آیا ہوگا جسکی بغاوت اور خودسری اُسکو خدا کے حضور سے دھکیل کر واجبی سزا کیطرف لئے جارہی تھی۔ دوسرا واقعہ یسعیاہ کی زندگی میں اس سے بھی حیرت افزا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ ہیکل میں عبادت کررہا تھا کہ یکایت اُسے ایک آسمانی رویت نظر آئی۔ ڈرتے اور تھرتھراتے ہوئے اُس نے قادرِ مطلق خدا کو تخت پر بیٹھے دیکھا۔ اور سرافیم کا آسمانی گیت سُنا۔ اِس منظر کی قدسیت کے مقابلے میں وہ اپنی گناہ آلودہ حالت کو دیکھکر بول اُٹھا کہ "میں ناپاک ہونٹھ والا آدمی ہوں اور نجس لب لوگوں کے درمیان بستا ہوں"۔ پھر سرافیم میں سے ایک نے مذبح پر سے ایک سُلگا ہوا کوئیلا لیکر اُسکے لبوں کو چھُوا اور اُسکو پاک بنا دیا۔ اسکے بعد وہ اپنی بھاری خدمت کے لئے تیار ہوگیا۔ اور کمربستہ ہوکر نبوت اور مشورے کے ذریعے بادشاہوں اور اپنی قوم کی ہدایت راہِ راست پر کرتا رہا۔ وہی اپنے شاگردوں اور میکاہ نبی کے ساتھ ملک شاہ حزقیاہ کے عہد میں قومی عبادت کی اصلاح کا ذریعہ ٹھیرا۔

یسعیاہ کی نبوت کا زمانہ یہوداہ کے لئے ایک نازک وقت تھا۔ اسرائیل کے دس فرقے اسیری میں جاکر تتر بتر ہوچکے تھے اور اُنکی قومی ہستی معدوم ہوگئی تھی جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ اُن لوگوں کے ساتھ مخلوط ہوکر جنکو اسیریہ کے بادشاہ نے اُنکے ملک میں آباد کیا تھا ایک نئی قوم بنگئے تھے جو بعد میں سامری کہلائے اور جنسے یہودی سخت نفرت رکھتے تھے۔ اب مذہب کو اُسکی اصلی پاکیزگی پر قایم رکھنے کا بوجھ یہودی قوم کے سر پر تھا۔ مگر اُسکی اپنی حالت تسلی بخش نہ تھی۔ خدا نے اپنی پروردگاری میں اُسے ایک اور صدی تک اپنے ملک میں آباد رہنے دیا تاکہ مذہب کی جڑ زیادہ مضبوطی سے قایم ہوجائے۔ اور جب وہ اسیری میں جائے تو خدا کا حقیقی مذہب روئے زمین پر سے

مٹ نہ جائے۔ اس مدعا کو پورا کرنیکے لئے یسعیاہ عین موقعہ پر مبعوث ہوا اور خدا کے ہاتھ میں ایک نہایت مفید اوزار رہا۔ اسوقت یہودی قوم اپنے اُسی عروج پر تھی جس تک سموئیل اور داؤد نے اُسے پہنچایا تھا۔ مگر اُس خوشوقتی کا انجام یہ ہوا کہ قوم عیش پرست ہوگئی اور اخلاقی پایہ سے گر گئی۔ ظاہر داری اور رسم پرستی کا خوبصورت قالب رہگیا اور خدا پرستی اور حقیقی دینداری جاتی رہی اُدہر مشرق میں اسیریہ کی بڑھتی ہوئی طاقت ایک تند آندہی کیطرح یہودی قوم پر لوٹ پڑنے کے لئے تیار تھی اور مغرب میں مصر کی سلطنت مُنہ پھاڑے ہوئے اُسکو ڈرا رہی تھی۔ ایسے آڑے وقت میں یہ یسعیاہ نبی کا کام تھا کہ قوم کے جہاز کو دو خطرناک چٹانوں کے بیچ سے عبور کرا کر سلامتی سے پار لے گیا۔ اُس نے کم از کم تین نازک اوقات میں یہودی بادشاہوں کو خطروں سے بچالیا۔ بلکہ ایک موقعہ پر وہ تین برس تک برہنہ اور ننگے پاؤں پھرتا رہا۔ تاکہ اپنی قوم پر ظاہر کرے کہ جس کوش اور مصر پر اُسکا بھروسا ہے اُسکے جوان اور بڈہوں کو شاہ اسور اسیطرح ننگا اور ننگے پاؤں اسیر کرکے لیجائیگا۔ ہر قسم کی سیاسی اور قومی مشکلات میں یسعیاہ نبی کا اصول یہ تھا کہ جو لوگ انسان پر نہیں بلکہ خدا پر توکل رکھتے ہیں خدا اُنکا مددگار ہے۔

یسعیاہ نبی کی نبوت میں تین خاص باتیں پائی جاتی ہیں۔ اوّل۔ وہ خدا کی قدوسی پر زور دیتا ہے اور اُسکو اسرائیل کا قدوس نام دینا پسند کرتا ہے۔ دوئم اسکے مقابلے میں وہ اپنی قوم کی گناہ آلودہ حالت کو دیکھکر اُسکو پاک کرنیکے لئے قومی سزا کی ضرورت پیش کرتا ہے۔ اور سوئم اس سزا کے ذریعے وہ اپنی قوم کے ایک مقدس بقیہ کی پیشین گوئی کرتا ہے جو گویا دکھ کی کٹھالیوں میں تایا جا کر خالص نکلے گا۔ اور جسکے وسیلے سے دنیا برکت پائیگی۔ جب جب یہودی قوم کے چھٹکارے کا ذکر کرتا ہے تو وہ دو آنیوالے واقعات کو ایک ہی سلسلے میں منسلک کر دیتا ہے۔ ایک تو وہ عارضی نجات ہے جو خورس شاہ فارس کے ذریعے سے ہوگی۔ اس بادشاہ کو خدا نے اسکا نام لیکر بلایا اور اُس نے حکم جاری کیا کہ اسیر یہودیوں میں سے

جو چاہے اپنے ملک کو لوٹ جائے۔ اور یروشلم میں ہیکل کو از سر نو تعمیر کرے۔ دوسری وہ ہماری نجات ہے جو مسیح سے سارے بنی آدم کو حاصل ہونیوالی ہے یسعیاہ مسیح کے اس آخری سنہرے زمانہ کا ذکر نہایت دلسوزی اور بلند پرواز شاعرانہ تخیل کے ساتھ کرتا ہے تاکہ اُسکی قوم کے ایمان کو تقویت پہنچے اور اُسپر روحانی وجد کی حالت طاری ہوجائے۔ اسی وجہ سے اُسکو بشیر نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔ بعض امور اس پیشینگوئی میں نہایت قابل لحاظ ہیں۔ مثلاً یسعیاہ جو خود صاحب اولاد تھا اور بچوں کی سادگی اور طبیعت سے بخوبی واقف تھا مسیح کی آمد اور اُسکے پاک اور پُر امن زمانے کا نقشہ ایک عجیب بچے کی آمد کی صورت میں دیکھتا ہے جو خدائے قادر اور ابدیت کا باپ اور سلامتی کا شاہزادہ ہوگا۔ آنیوالا مسیح ایک پھلدار شاخ کی مانند ہوگا جس پر خداوند کی روح ٹھیرے گی۔ حکمت اور خرد کی روح مصلحت اور قدرت کی روح۔ معرفت اور خدا کے خوف کی روح۔ پھر یہ نجات دہندہ مسیح کوئی فرشتہ نہ ہوگا۔ یسعیاہ نے اُس عظیم رویت میں سرافیم کو خدا کی خدمت میں مصروف دیکھا۔ مگر جب انسان کی خدمت اور مدد کا موقعہ آتا ہے تو وہ فرشتوں کیطرف نہیں بلکہ ایک آدمی کیطرف نظر اُٹھاتا ہے۔ ہاں ایک ایسا شخص جو آندھی سے پناہ گاہ کی مانند ہوگا اور طوفان سے چھپنے کی جگہ اور پانی کی ندیوں کی مانند خشک زمین میں اور بھاری چٹان کے سایہ کی مانند ماندگی کی سرزمین میں۔ مگر سب سے عجیب مسیح کی وہ تصویر ہے جسے وہ نہایت تاریک رنگوں سے کھینچتا ہے۔ وہ جو دنیا کو نجات دینے آتا ہے کوئی بڑا بادشاہ نہیں جو شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ آرہا ہے بلکہ وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل اور حقیر اور مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہے۔ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے۔ اُسکے ڈیل ڈول کی کچھ خوبی نہیں اور نہ کچھ رونق اور نمایش ہے۔ دنیا میں یہ ایک نرالی بات تھی کہ خلقت کو گناہوں سے چھڑانیوالا خود اُسی سزا کے فتوے کے نیچے ہوگا جس سے وہ دنیا کو بچانے آتا ہے۔ اگر یہ پیشینگوئی خدا کیطرف سے نہیں تو اور کیا ہو سکتی ہے؟ جو بات دنیا کے خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتی تھی وہ نبی سینکڑوں برس پیشتر دیکھ رہا ہے۔ جو بیان اُسکے صحیفے کے باب ۵۳ میں مندرج ہے اسکا ایک ایک لفظ اس مسیح پر ٹھیک بیٹھتا ہے جسکی تصویر ہم اناجیل میں

ضمیمہ مسیحی اکتوبر ۱۹۲۴ء

لیڈی رانی ہرنام سنگھ مرحومہ کی تعزیت

یہی کہتا ہوں گھبرا کر فلک سے   کہ او بے مہر بد اختر کمینے
کہاں ہم اور کہاں تیرا یہ اندھیر   یہ کس دن کے نکالے تو نے کینے

گردشِ دوراں خدا جانے کیوں ہمارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہے۔ کہ ہر طرف سے خبر وحشت اثر کسی نہ کسی عزیز کے انتقال پُر ملال کی آئے جاتی ہے۔ اِس نمبر کی نوحہ خوانی کم تھی۔ کہ محترم رانی ہرنام سنگھ کا داغ ساری قوم کو دیا گیا۔ رانی صاحبہ سے پنجاب کیا کُل ہندوستان واقف ہے۔ آپ جالندھر کے مشہور و معروف پادری گولک ناتھ مرحوم کی صاحبزادی تھیں۔ راجہ سر ہرنام سنگھ اہلو والیہ۔ کپورتھلہ جب مسیحی ہوئے تو ان سے شادی خانہ آبادی کی اور بڑی مسیحی محبت اور ہر دلعزیزی کی زندگی بسر کی۔ آپکا خاندان آفتاب و ماہتاب کی طرح مسیحیوں میں درخشاں ہے۔ تمام کنور بڑے بڑے ممتاز

سرکاری عہدوں پر مامور ہیں۔ رانی صاحبہ خوش مزاجی۔ سادگی
اور سلیقہ شعاری میں بے نظیر تھیں۔ مسیحیوں سے ہمیشہ بڑی محبت
اور تپاک سے ملتی تھیں۔ جو ان کے گھر جاتا وہ محسوس ہی نہ کرتا کہ
اتنی جلیل القدر رانی کے سلام کو حاضر ہؤا ہے۔ آپ اِس
اِنکسار سے میٹھی گفتگو کرتیں کہ سب کو گرویدۂ احسان بنا لیتیں۔
انگریزی اور اُردو میں فصاحت و بلاغت ان کے خاندان کا
حصّہ تھا۔ اور شرافت تو آپکے گھر کی ہی تھی۔ ہمکو تو کوئی بھی ایسی
بی بی نظر نہیں آتیں جو آپ کی جگہ لے سکیں۔ آپکا گذر جانا فقط
آپ کے خاندان کا نقصان نہیں۔ بلکہ کُل مسیحی قوم کا ایسا زیان
ہے کہ جس کی تلافی ہونی ناممکن ہے۔ ہم تہ دل سے راجہ صاحب
اور جُملہ کنور صاحبان اور دیگر لواحقین سے اظہار افسوس و ہمدردی
کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ جو تسلّی اور اطمینان کا سرچشمہ
ہے۔ سب کو صبر کی توفیق دے۔
رانی صاحبہ کا مفصل حال ہم اگلے نمبر میں شایع کریں گے +

ایڈیٹر انچیف

کاپی ٹوڈل

ایک نہایت حکمی اور مجرب دوائی ہے۔ جو لاہور۔ دلی۔ سندھی اور مشرقی پھوڑے بلوائیر خارش کھجلی۔ بہتی۔ انگلیوں کی کور پک جانے۔ زخم و ضرب وغیرہ وغیرہ کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ سینکڑوں مریض اس نایاب مرہم سے شفایاب ہو چکے ہیں فوراً خرید فرمائیں

سپلینکی یا تلی صفا چٹ

یہ عجیب و غریب دوا ہر قسم کی بڑھی ہوئی تلی کو گھٹانے۔ سستی جگر اور صفرا اور ایام بیماری میں جو درد سر اٹھتا ہے اُسے دور کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہ دوا ہر گھر میں موجود رہنی چاہئے ضرور خرید فرمائیں۔

المشتہر

پی۔ بی لبسٹن۔ اینڈ سنز کیمسٹ ۳۷ نکلس روڈ لاہور

کرسچن میوچوایل پروویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ لاہور

مسیحیوں کا اپنا بیمہ فنڈ ہے جس میں ہر قوم و ملت و فرقہ کے مسیحیوں کا بیمہ کیا جاتا ہے منافع کے مالک بھی ممبران ہی ہیں۔ سابقہ ویلیو ایشن (مالیت) پانچ سال میں فنڈ کو بیس ہزار روپیہ کا منافع ہوا۔ اخراجات بہت ہی کم رکھے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ ڈائرکٹران فنڈ بلامعاوضہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ بیواؤں۔ یتیموں کے لئے پنشن۔ بچوں کے لئے تعلیمی وظائف بڑھاپے کے لئے پنشن۔ کم حیثیت اشخاص کے لئے چار آنہ ماہوار تک بیمہ کیا جاتا ہے رقوم چندہ مقابلۃً کم رکھی گئی ہیں۔ پونے دو لاکھ روپیہ پنشنوں اور رقوم خورسی میں ادا کیا جاچکا ہے۔ سرمایہ قریباً پونے چار لاکھ۔ زرِ ضمانت ایک لاکھ تیس ہزار سرکار میں جمع ہے۔ ہر شہر اور قصبہ میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ مفصل حالات کے لئے ذیل کے پتہ پر لکھیں۔

فیلڈ سکرٹری کرسچن میوچوایل پروویڈنٹ لمیٹڈ میکلوڈ روڈ لاہور

دی پنجاب کرسچین سنٹرل کواپریٹو بنک لمیٹڈ لاہور

عرصہ تین سال کا ہوا کہ یہ بنک شہر لاہور میں کھولا گیا تھا۔ اسکا مقصد یہ ہے کہ پنجاب کے دیہاتی مسیحیوں کی مالی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ اس موومنٹ کے ذریعہ سے جو لوگ مسیحی مذہب میں شامل ہوتے ہیں انکی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ خواہ زراعت پیشہ ہوں یا صنعتی یا حرفتی کاموں میں لگے ہوئے ہوں۔ ان لوگوں کو قرضی روپیہ کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ مسیحی مذہب اختیار کرنے کی وجہ سے جو بنئے بقال وغیرہ بے تحاشا سود لیکر ان غریبوں کو روپیہ ادھار پر دیا کرتے تھے وہ بھی انکار کر رہے ہیں۔ اگر ہم لوگ انکی مدد نہ کریں تو یہ لوگ نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اس بنک کے ذریعہ سے شہری مسیحیوں کو موقع دیا جاتا ہے کہ عمدہ سود کی شرح پر روپیہ امانت پر رکھوائیں۔ نیز بنک کے حصص خرید کر عمدہ ڈاویڈنڈس و منافع کمادیں پچھلا ڈیویڈنڈ ۹ فیصدی شرح کے حساب سے دیا گیا تھا۔ پچھلے تین سال کے عرصہ میں تقریباً ایک لاکھ روپیہ قرض دیا جاچکا ہے جو وقت مقررہ پر واپس آ رہا ہے۔ اور تقریباً بارہ ہزار روپیہ سود امانت پر روپیہ رکھنے والوں کو پہونچ چکا ہے۔ سو یہ بات وہی ہے کہ "آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام"۔ حصص کی قیمت مبلغ ۵۰ روپیہ ہے جو سہ ماہی انسٹالمنٹ (قسط) ہیں واجب الادا ہے جو علاوہ شرح سود امانتی روپیہ کے واسطے ذیل میں درج ہے:-

تین ماہ کے فکسڈ ڈپازٹ جو علاوہ (زرجمع مستقل) کیواسطے بشرح ۴½ فیصدی سالانہ

۶ " " " " ۵½ " "

۱۲ " " " " ۶½ " "

پچھلا بالنس شیٹ منگوا کر بنک کی مالی حالت کا ملاحظہ فرماویں۔ بنک چلانیکے اخراجات نہایت کم ہیں۔ سوائے ایک پورے وقت کے اکاونٹنٹ کے باقی سب عہدہ داران بلا اجرت قومی خدمت کر رہے ہیں۔

المشتہر

آئی۔ درگا پرشاد۔ آنریری مینجر و سکرٹری

مسٹر ... ایڈیٹر و پبلشر نے ... پریس لاہور ... کے اہتمام میں چھپوا کر ... شائع کیا